پہلی قسط

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت

(۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء)

پروفیسر خالد شبیر احمد

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد اُس کی وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کے جملہ انتظامات انجمن احمدیہ کی تحویل میں دے دیے گئے اور حکیم نورالدین قادیان کی گدی پر مرزا قادیانی کے جانشین کے طور پر براجمان ہوئے۔ حکیم نورالدین قادیانی ۱۸۴۱ء میں بمقام بھیرہ (سرگودھا) پیدا ہوئے۔ اچھے کھاتے پیتے خاندان کے فرد تھا۔ بچپن سے اسے اسلامیات سے رغبت تھی۔ بارہ برس کی عمر میں اس نے اپنے بڑے بھائی سے عربی اور اسلامیات کی تعلیم شروع کی۔ اوائل عمری میں ہی اسلامیات، عربی، منطق اور فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیرہ کو خیر باد کہہ کر لاہور چلے آئے۔ یہاں آ کر انھوں نے طب کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے بھوپال، دیبل کھنڈ اور دہلی کا بھی دورہ کیا۔ یہاں سے حکیم نورالدین مکے مدینے کے سفر پر روانہ ہوا۔ مکے اور مدینے کے علماء کے ساتھ کچھ عرصہ (۶۶۔۱۸۶۵ء) قیام کرنے کے بعد واپس آیا تو اچھا خاصا صاحب علم شمار ہونے لگا تھا۔ کچھ عرصہ بطور معلم کام کیا۔ لیکن اسے اپنی افتادِ طبع کے خلاف گردانتے ہوئے اس پیشے کو ترک کر کے واپس بھیرہ آ گیا۔ اور یہاں آ کر بطور حکیم طب کی طرف توجہ دینا شروع کر دی۔ طب میں اُس کی طبیعت لگی اور بطور حکیم شہرت حاصل کر لی۔ ۱۸۷۶ء میں کشمیر کے اندر مہاراجہ رگھبیر سنگھ کے دربار میں ریاست کے ایک ہندو پولیس افسر لالہ مہتا داس اور کشمیر کے نامور مؤرخ دیوان کرپا رام کی مدد سے شاہی حکیم کے طور پر نوکری حاصل کر لی۔ ۱۸۷۷ء میں حکیم نورالدین نے دہلی دربار کی تقریب میں شرکت کی جہاں ملکہ وکٹوریہ کو باقاعدہ ہندوستان کی ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔

حکیم نورالدین قادیانی چونکہ بڑا ہوشیار، چالاک اور زیرک انسان تھا۔ اِس لیے اُس نے کشمیر کے اندر رہتے ہوئے انگریز افسران سے خصوصی رابطہ کر لیا۔ جو وقتاً فوقتاً کشمیر میں مختلف امور یا پھر بغرضِ سیر وسیاحت آتے رہتے تھے۔ یہیں پہ اُسے انگریزوں کے قرب کا اعزاز حاصل ہوا اور اُس کی رگ و پے میں انگریزوں سے وفاداری کے جراثیم پرورش پانے لگے۔ بعض انگریز افسران کے ساتھ تو اُس کے خصوصی مراسم بھی قائم ہوئے۔ جنھوں نے اُسے مہاراجہ کشمیر کی درپردہ سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کرنے پر مامور کر دیا اور یوں حکیم نورالدین نے حکمت کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے جاسوس ہونے کا بھی شرف حاصل کر لیا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر برطانوی حکومت روس کی وسطی ایشیا میں دل چسپی کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ خود مہاراجہ کشمیر نے بھی درپردہ روس

حکومت سے رابطے کرر کھے تھے۔مہاراجہ کشمیر برطانوی تسلط سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہتا تھا۔اس ضمن میں اس نے ۱۸۶۵ء میں پوشیدہ طور پر ایک وفد بھی تاشقند بھیجا۔ جسے اس مشن میں ناکامی ہوئی۔ کیونکہ زار روس اُس وقت ہندوستان کے اندر کسی بھی آزادی کی تحریک کا ساتھ دے کر انگریزوں کی مخالفت کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ پانچ سال بعد دوسرا وفد بابا کرم پرشاد کی قیادت میں روس بھیجا۔اس وفد کی غرض وغایت بھی فوجی امداد حاصل کرنا تھی۔لیکن اسے بھی پہلے وفد کی طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

رفتہ رفتہ حکیم نورالدین ریاست کشمیر کی درباری سازشوں میں بری طرح ملوث ہوگیا اور بڑی ہوشیاری اور تندہی کے ساتھ انگریزی تسلّط اور برطانوی مفاد کی نگہداشت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔ راجہ امرسنگھ کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کر کے اُسے اپنے دام فریب میں پھنسا لینے میں حکیم نورالدین پوری طرح کامیاب ہوگیا اور اسے آمادہ کر لیا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے اپنے بڑے بھائی مہاراجہ پرتاب سنگھ کے مقابلے میں اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر ریاست کے نظام پر کنٹرول حاصل کر کے کشمیر کے اندر انگریزی مفادات کی مکمل نگہداشت کا فریضہ اپنے ذمے لے لے۔اس سازش میں حکیم صاحب کو کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی کہ انگریزوں نے ریاستی امور کو سرانجام دینے کے لیے ایک انتظامی کونسل کے لیے مہاراجہ پرتاب سنگھ کو آمادہ کر لیا۔جس کی صدارت اگرچہ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے ہاتھ میں تھی تاہم اختیارات رفتہ رفتہ راجہ امرسنگھ کے ہاتھ میں منتقل ہوتے گئے جو انتظامی کونسل کے ایک اہم رکن تھے۔ بالآخر مہاراجہ پرتاب سنگھ پر جب سازش کھلی تو انھوں نے حکیم نورالدین کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ریاست سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔اور یوں

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

کی مصداق اُسے کشمیر سے نکلنا پڑا۔

یہ چھوٹی سی کہانی اس لیے قارئین کے سامنے پیش کی گئی ہے کہ حکیم نورالدین جو قادیانیوں کے ہاں ایک اہم اور مقدس شخصیت ہے۔ جسے قصرِ قادیانیت میں ایک اہم ستون کی حیثیت میں مانا جاتا ہے۔اُس شخصیت کی ابتدائی زندگی کے خدوخال ابھر کر سامنے آجائیں۔ چنانچہ واقعات سے ثابت ہے کہ انگریزوں سے وفاداری کا جذبہ اُس کے اندر ابتدا ہی سے موجود تھا۔جس کا دورِ اقتدار یعنی قادیان کی گدی پر براجمان ہونے کے بعد اپنے عروج پر پہنچنا ایک فطری امر تھا۔اس کے علاوہ کشمیر کی درباری سیاست میں حکیم صاحب کے کردار سے یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ سازشوں کے پروان چڑھانے میں اسے اچھی خاصی قدرت حاصل تھی۔جس کا اظہار کشمیر میں قیام کے دوران اُس نے بڑی مہارت اور بڑی کامیابی کے ساتھ کیا۔ گو اُسے بے عزت ہو کر نکلنا پڑا۔ تاہم انگریزوں کے ہاں اُن کے احترام میں ضرور اضافہ ہوا اور اس طرح انگریزوں کا اُن کا اعتماد اور بڑھا۔

مرزا غلام احمد سے ملاقات

مختلف حوالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکیم نورالدین کی مرزا غلام احمد سے پہلی ملاقات ۱۸۸۵ء میں ہوئی اور ملتے ہی حکیم نورالدین اُس پر فدا ہوگیا۔مقام ملاقات بھی کشمیر میں جموں ہی تھا۔اُس وقت مرزا سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر

میں ملازم تھا۔ حکیم جب بھی بھیرہ آتے جاتے سیالکوٹ سے گزرتا تو مرزا سے بھی بعض اوقات ملاقات کر لیتا۔ مرزا غلام احمد ان دنوں عیسائیوں سے مناظرے بھی کرتا جس کی وجہ سے کچھ لوگ اس کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ خود حکیم نوردین بھی غیر مذاہب کے مطالعہ اور مناظروں کا طبعاً شوقین تھے۔ اِس لیے اُس کے لیے مرزا صاحب کی شخصیت میں ایک خاص قسم کی کشش موجود تھی۔ رفتہ رفتہ یہ ملاقاتیں ان دونوں کو جلد ایک دوسرے کے قریب لے آئیں۔ شناسائی کی حدود سے بہت جلد دوستی اور پھر پیری مریدی کی تعلقات میں ڈھلتے گئے اور دونوں ایک دوسرے کے ہمراز و ہمدم بن گئے۔ بہت جلد حکیم نورالدین قادیانیوں کے ہاں ایک اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے جس کی ایک وجہ اس کے علم وفضل کی دھاک اس کے اجل حکیم ہونے کی شہرت اور اس کا وہ سازشی ذہن جس کا وہ کشمیر میں قیام کے دوران مظاہرہ کر چکے تھے پھر سب سے بڑی بات مرزا غلام احمد کے ساتھ اس کا وفاداری کا جذبہ تھا۔ جس کا اظہار اس نے درج ذیل خط کے ذریعے کیا جو انھوں نے مرزا غلام احمد کو تحریر کیا تھا۔

''مولانا و مرشدنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عالی جناب!

میری دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں، امام زماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں، اگر اجازت ہوتو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہوتو سب کچھ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں، میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں ہے آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا تمام مال و دولت اگر دینی اشاعت میں قربان ہو جائیں تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین احمدیہ بتوقفِ طبع مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایے کہ ادنی خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کر دوں۔ حضرت پیرومرشد نابکار و شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہوتو میری سعادت ہے۔ میرا منشا ہے کہ براہین کی طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لیے تیار ہوں، دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔ (مرقات الیقین فی حیاۃ نورالدین، صفحہ ۱۷۰۸)

اس خط کے ایک ایک حرف سے دونوں کے تعلقات کی نوعیت چھلکتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حکیم نورالدین فنافی الشیطان (مرزا غلام احمد) ہو چکا تھا۔ چنانچہ اُس نے مرزا غلام احمد کے بارے یہاں تک کہہ دیا کہ

''یہ تو نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے واقعی آپ کو صادق اور من جانب اللہ پایا تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیّین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔'' (سیرۃ المہدی، صفحہ ۹۹۔۹۸)

جادو جو سر چڑھ کر بولے کے مصداق مرزا کا جادو پوری طرح سے حکیم نورالدین کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

اوراس کے بعد اب یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ کیا خوبیاں تھیں جن کی بنا پر ۲۶؍مئی ۱۹۷۸ء کو مرزائے قادیانی کی موت کے بعد حکیم نورالدین قادیانی کو تختِ حکومت پیش کیا گیا اوراس نے یہ منصب بخوشی قبول کرلیا۔ مرزا قادیانی پر اندھادھند یقین واعتماد وہ خوبی تھی جس کی بنا پر حکیم صاحب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے فرد کو جانشینی کے لائق خیال نہ کیا گیا۔ حکیم صاحب کے حکومت پر متمکن ہونے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے ٹوکا اور کہا:

''خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّت چاہا اوراپنے مصالح سے چاہا مجھے تمھارا امام وخلیفہ بنادیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان، صفحہ ۲۳۴، جلد ۴۔ (قادیانی مذہب)

(جاری ہے)

☆☆☆

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جارہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کردیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ توفیق وترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز وسرپرستی سے نوازیں۔ شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت ☆ سید الاحرار (طبع دوم) ☆ اعتقادات مرزا

☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل

ازشیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953